

عدل پر مبنی اسلامی شریعت اپنے ہاں نافذ کر لے تو پھر اسے غیر مسامحوں کی نقالی میں یہ دن منانے کی قطعاً کوئی ضرورت پیش آ ہی نہیں سکتی۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے۔ علماء، اساتذہ، سیاسی لیڈر ان سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس کو ان کے شرعی و تمدنی حقوق و فرائض سے اس طرح آگاہ کریں کہ وہ مغرب کے دیئے ہوئے فریب کارانہ اور مکارانہ اوپرے حقوق کی چکا چوند سے مرعوب ہو کر ایسے دن نہ مناتے پھریں اور اگر علماء و اساتذہ کرام یہ کام نہ کریں تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات کے لئے جوابدہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری تمام ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پھول جب ہنستے ہوئے نذر خزاں ہوتے ہیں

جو شائے غم اہل جہاں ہوتے ہیں
زخم جو سینہ انساں میں نماں ہوتے ہیں
خوف انجام سے جو گریہ کناں ہوتے ہیں
وجد کرتی ہے نسیم سحری بھی، جس وقت
تغ کے سامنے آتے ہیں وہی تغ کہت
سوز و غم، رنج و الم، آہ و فغان، حزن و ملال
اہل دل، اہل نظر، اہل خبر، اہل ہنر
سیر کر گلشن عالم کی مگر یاد رہے
بند کر بیٹھے ہمیں دیدہ عبرت ورنہ
کھیل ہے کفر کے طوفان سے کھرا جانا
دل پہ اک عالم بے نام گزر جاتا ہے
وقت بیہودہ مشاغل میں وہی کھوتے ہیں
شور ماتم ہی پہ موقوف نہیں اے عاجز

اہل عالم کے لئے فیض رساں ہوتے ہیں
شرح بے چارگی چارہ گراں ہوتے ہیں
تقیے ان کی سماعت پر گراں ہوتے ہیں
ترے اوصاف لب گل سے بیاں ہوتے ہیں
تغ کے سائے میں پل کر جو جواں ہوتے ہیں
ہاں یہی راہ محبت کے نشان ہوتے ہیں
کوئی بتلائے کہ یہ لوگ کہاں ہوتے ہیں
پھول ہوتے ہیں جہاں خار وہاں ہوتے ہیں
حادثے عام سر بزم جہاں ہوتے ہیں
دل جواں ہو تو عزائم بھی جواں ہوتے ہیں
پھول ہنستے ہوئے جب نذر خزاں ہوتے ہیں
جو کہ ناآشنائے سود و زیاں ہوتے ہیں
تقیے بھی دل زندہ پہ گراں ہوتے ہیں
عبدالرحمن عاجز